کتابتِ مصاحف اور عِلمِ ضبط (۶)

علاماتِ ضبط کی ابتداء' ان کے متنوع ارتقاء اور ان کے زمانی اور مکانی ممیّزات کا اجمالی جائزہ

پروفیسر حافظ احمد یارؒ

۴۴۔ اور اسی قسم کی مد (بحذفِ حرفِ مد) کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ اسم جلالت کی لام کے اشباع (مد اصلی) کا طریقۂ کتابت ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ تمام عرب اور افریقی ممالک بلکہ ترکی اور ایران میں بھی اسم جلالت یوں لکھا جاتا ہے: "اللَّه"۔ حالانکہ تلفظ میں یہ لفظ "اَلَّه" نہیں بلکہ "اَلاَّه" ہے۔ بلکہ لام کے اشباع (مد) کے علاوہ اس (لام) کی تفخیم اور ترقیق عِلمِ تجوید کا ایک اہم قاعدہ ہے۔[111]

☆ مرحوم خطاط طاہر الکردی نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں اپنے وہ انیس سوالات (اور ان کے وصول شدہ جوابات) نقل کئے ہیں جو انہوں نے شیخ علی محمد الضباع (اس وقت کے شیخ القاری المصریہ) کو لکھے تھے۔ ان سوالوں میں سے بیشتر کا تعلق رسم اور ضبط سے ہے۔[112] ان میں یہ سوال بھی تھا کہ مصحف امیری (مصری مصحف الملک) میں لفظ جلالت "اللَّه" پر علامتِ مد کیوں نہیں ڈالی گئی؟ حالانکہ اس میں "حتّٰی" الٰی "علٰی" وغیرہ کی طرح مد طبیعی موجود ہے۔[113] شیخ القاری اس سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے۔ مثلاً ایک جواب تو یہ تھا کہ چونکہ یہ لفظ عام اور بکثرت استعمال ہوتا ہے اس لئے ضرورت نہیں۔ اس طرح تو پھر ھذا' ذلک وغیرہ پر علامت مد ڈالنے کی کیا ضرورت ہے؟ دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ اسے "اللّٰت" (جسے عرب ممالک کے ضبط کے مطابق "اَللَّت" لکھتے ہیں) سے ممتاز کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ خصوصاً اس روایتِ قراءت کی بنا پر جس میں "اللت" بصورت وقف "اللّٰہ" ہی پڑھا جاتا ہے۔[114] اللّٰہ کو "اللت" سے رسماً اور ضبطاً ممتاز کرنے کے لئے اس طرح لکھنے کی بحث صاحب الطراز نے بھی کی ہے۔[115] لیکن یہ جواب اس لئے معقول نظر نہیں آتا کہ علامتِ ضبط کے فرق کے باوجود

تلفظ تو دونوں جگہ ایک ہی رہا۔ (۱۱۶) اصل میں یہ فرق قراءت میں لام جلالت کی قراءت تفخیم کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ "اللت" میں ماقبل مضموم ہونے کے باوجود لام کی تفخیم نہیں ہوگی' کیونکہ اسے علم التجوید میں صرف لفظ جلالت کی خاصیت قرار دیا گیا ہے۔ (۱۱۷)

☆ حقیقت یہ ہے کہ عرب اور افریقی ممالک میں الف مدہ محذوفہ میں ماقبل کی فتحہ لکھے بغیر مد کا تصور ہی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اسم جلالت کے لام پر شد اور فتحہ ڈالتے ہیں۔ اب اگر اس کے ساتھ مد کی خاطر الف فتحہ کا اثبات بھی کیا جائے تو پھر اسے "اللّٰہ" لکھنا پڑے گا جو ان کے ضبط کے مطابق "اَللّٰت" سے مشابہ ہی ہو جائے گا۔ اس لئے ان تمام ملکوں میں یہ لفظ (جلالت) غلط علامت ضبط کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور اس کا درست پڑھنا صرف شفوی تعلیم پر منحصر ہے۔

☆ صرف برصغیر میں لامِ جلالت کی اس مد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے "اللّٰہ" لکھا جاتا ہے یا پھر چین میں اسے "اللّٰہ" لکھا جاتا ہے۔ تلفظ کے تقاضوں کے مطابق اس معاملے میں عرب اور افریقی ممالک یا ایران اور ترکی سب کا طریق ضبط ناقص ہے۔ برصغیر کی تازہ ترین ایجاد اس معاملے میں یہ ہے کہ اب تجویدی قرآن (مطبوعہ پاکستان) میں لام جلالت کی تفخیم یا ترقیق کے لئے دو الگ الگ علامات ضبط اختیار کی گئی ہیں (۱۱۸)۔ اور لفظِ جلالت کے تمام تجویدی تقاضوں کے مطابق یہ اس کے لئے بہترین ضبط ہے۔

۴۵۔ علم الضبط کے مسائل میں "زیادۃ فی الھجاء" یا حروفِ زوائد کا مسئلہ بھی اہم ہے یعنی وہ حروف جو ــــــ رسم عثمانی کے مطابق ــــــ لکھے جاتے ہیں مگر پڑھے نہیں جاتے' مثلاً مِائۃ' جایٔ ءَ اور لِشایْئٍ وغیرہ کا الف' اولئک' اُولی یا اُولو وغیرہ کی واو' نباء ی یا تلقاء ی وغیرہ کی "یاء"' واو الجماعۃ کے بعد لکھا جانے والا الف' جسے الف الاطلاق کہتے ہیں (۱۱۹) اور ضمیر واحد متکلم (اَنا) کے آخر پر آنے والا الف وغیرہ۔ (۱۲۰)

عرب اور افریقی ممالک میں اس قسم کے زائد "الف" "و" یا "ی" پر ایک علامتِ زیادۃ یا "عدم نطق" ڈالی جاتی ہے جو عموماً ایک بیضوی شکل کا دائرہ (O) ہوتا ہے۔ ھجاء کے ان زوائد پر یہ علامت ڈالنے کا رواج بہت پرانا ہے۔ "نَقْط المصاحف" کے طریقے میں بعض دفعہ اس مقصد کے لئے صرف سرخ نقطہ بھی استعمال ہوتا تھا۔ الخلیل نے

اس کے لئے کوئی الگ علامت وضع نہیں کی تھی۔ اس لئے بعد میں بھی یہی سرخ گول دائرہ (دارۃ حمراء) اس مقصد کے لئے مستعمل رہا۔ [۱۲۱] بلادِ عرب اور افریقی ممالک کے اندر رائج طریقے پر مصحف میں حروفِ زوائد (محتاجِ دائرہ) کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچتی ہے، خصوصاً الف الاطلاق کو بھی شامل کر لینے کی بنا پر۔

☆ اہل مشرق نے اس کے برعکس یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو حرفِ زائد نطق میں نہیں آتا اسے ہر قسم کی علامتِ ضبط سے معریٰ رکھا جائے۔ اس طرح حرفِ الف کی چند معدود صورتیں ایسی رہ جاتی ہیں کہ ان میں التباس واقع ہو سکتا ہے۔ مثلاً الف ما قبل مفتوح جب کہ اس کے بعد کوئی حرفِ ساکن یا مشدد بھی نہ آ رہا ہو۔ یہ کوئی بیس کے قریب مقامات بنتے ہیں لہٰذا صرف ان پر علامت زیادۃ (دائرہ یا علامت تنسیخ x) لگا دیتے ہیں۔ اس طریقے پر نہ اولئک کی واو پر نشان لگانے کی ضرورت ہے نہ تلقاءی کی "ی" پر اور صرف الف الاطلاق پر ہی یہ علامت نہ ڈالنے کے باعث مجموعی طور پر شاید کاتب کے کئی دن نہیں تو کئی گھنٹے یقیناً بچ جاتے ہیں۔

بعض لفظوں کے بارے میں یہ اختلاف بھی ہوتا ہے کہ اس میں زائد الف ہے یا "ی"۔ مثلاً "اَفَائن" اور "مَلاَئه" میں۔ [۱۲۲] اس لئے ان کی علامت زیادۃ کے موقع ضبط کی تعیین میں بھی اختلاف موجود ہے۔ [۱۲۳]

۴۶۔ علم الضبط کے مسائل میں سے ایک مسئلہ نقص فی الهجاء والے کلمات کا ضبط بھی ہے یعنی ایسے حروف جو لکھے نہیں جاتے مگر پڑھے ضرور جانے چاہئیں۔ مثلاً الرحمن اور العلمین کا الف، داؤد اور تلون کی دوسری واو اور امیّن اور نبیّن کی دوسری یا (ی)۔ یہ محذوف حرف عموماً الف، و، ی ہی ہوتا ہے اور وہ بھی "مدہ"، اگرچہ ایک دو جگہ "ن" بھی محذوف ہوا ہے۔ [۱۲۴] دورِ طباعت سے پہلے قلمی مصاحف میں ان محذوفات کا "اثبات" باریک قلم اور سرخ سیاہی سے کیا جاتا تھا۔ یعنی سرخی سے حسب موقع "ا" یا "و" یا "ی" یا "ن" لکھ دیتے تھے۔ دورِ طباعت میں یہ حروف متن کی سیاہی کے ساتھ مگر باریک قلم سے لکھے جانے لگے ہیں۔

☆ مگر اس میں بھی اہل مشرق حرف (محذوف) کا اضافہ کرنے کی بجائے الف مدہ محذوفہ کے لئے (ـٰـ)، واو مدہ محذوفہ کے لئے (ـۥـ) اور یائے مدہ محذوفہ کے لئے

(ـــ) کی علامت استعمال کرتے ہیں۔ البتہ "ن" کو وہ بھی باریک قلم سے ہی لکھتے ہیں' مثلاً "نُنجِی"۔

حرف محذوف الف' "و" یا "ی" عرب ممالک کے طریقے کے مطابق تو الرحمٰن' صٰلِحٰت' داوٗد' تَلوٗن' اُمّیّٖن اور نَبِیّٖن لکھیں گے مگر برصغیر کے ضبط کے مطابق یہی کلمات علی الترتیب یوں لکھے جائیں گے : الرحمٰن' صٰلحٰت' داوٗد' تلوٗن' اُمّیّنَ اور نَبِیّنَ۔ نوٹ کیجئے کہ تمام کلمات کا اصل عثمانی رسم' ضبط کی دونوں صورتوں میں برقرار رہا ہے' صرف علاماتِ ضبط کا فرق ہے۔ [۱۲۵]

۴۷۔ علاماتِ ضبط کا ایک اور اہم مسئلہ ہمزۃ الوصل کا ضبط ہے۔ [۱۲۶] اس کے لئے الف الوصل کے اوپر ایک مخصوص علامت ڈالی جاتی ہے جسے "صلہ" یا "علامۃ الصلۃ" کہتے ہیں [۱۲۷] الخلیل سے پہلے یہ علامت عموماً ایک ہلکی سرخ لکیر (جرہ لطیفہ) ہوتی تھی۔ [۱۲۸] بعد میں بعض علاقوں میں اس کے لئے گول سبز نقطہ لگایا جانے لگا اور بعض علاقوں میں سرخ نقطہ ہی لگا دیتے تھے۔ [۱۲۹]

☆ الخلیل نے اس کے لئے "صـ" کی علامت وضع کی' جو حرف صاد (ص) کے سرے سے ماخوذ ہے اور جو ہمیشہ الف الوصل کے اوپر ہی لکھی جاتی تھی اور بیشتر عرب ممالک میں اب بھی لکھی جاتی ہے۔ چوتھی صدی ہجری سے ہی ہمزۃ الوصل کی علامت مطلقاً ترک کر دینے کا رجحان پیدا ہو گیا تھا۔ [۱۳۰] شاید اس لئے بھی کہ علامۃ الصلۃ لکھنے سے ضبط کے کئی نئے مسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں (جیسا کہ ابھی بیان ہو گا)۔ بیشتر مشرقی ممالک مثلاً برصغیر' چین' ایران (اور ترکی میں بھی) ہمزۃ الوصل کے لئے کسی علامت ضبط کا استعمال کافی عرصے سے متروک ہو چکا ہے۔ [۱۳۱] اور ممکن ہے برصغیر میں تو اس کا استعمال شاید متعارف ہی کبھی نہ ہوا ہو۔

☆ جن ملکوں میں علامۃ الصلۃ استعمال ہوتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں : اکثر عرب ملکوں میں تو الخلیل والی علامت (صـ یا ص) استعمال ہوتی ہے۔ اندلس اور مغرب میں مدت تک اس کے لئے عموماً سبز رنگ کے گول نقطہ کا رواج رہا۔ [۱۳۲] بعض افریقی ممالک میں علامۃ الصلۃ کے طور پر سبز نقطے کا رواج اب بھی موجود ہے۔ نائیجریا کے بعض رنگدار مصاحف میں اس کی بہترین مثالیں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں [۱۳۳]۔ آج کل عام طور پر افریقی

ممالک میں علامۃ الصلۃ کے طور پر الف الوصل کے اوپر ایک (عموماً) باریک سیاہ نقطہ ڈالا جاتا ہے۔

☆ افریقی ممالک میں الف الوصل کے ماقبل کی حرکت کے لئے بھی ایک نشان اس (الف) پر ڈالا جاتا ہے۔ اس نشان کو "صلۃ الوصل" یا "خبش الف الوصل" بھی کہتے ہیں۔ یہ عموماً ماقبل کی فتحہ کے لئے الف کے اوپر دائیں طرف ایک ہلکی سی افقی لکیر ہوتی ہے' جو کسرہ کے لئے الف کے نیچے اور ضمہ کے لئے الف کے وسط میں لگائی جاتی ہے مثلاً (ا ا ا)

☆ اگر ہمزۃ الوصل سے ابتداء ہو رہی ہو (مثلاً اس سے قبل قوی وقف مثل وقف لازم ہو) تو اس صورت میں ہمزۃ الوصل ہمزۃ القطع کی طرح ہی پڑھا جاتا ہے مگر اس صورت میں اس کی ممکن حرکت کے لئے عرب ممالک میں کوئی علامت نہیں ڈالی جاتی بلکہ قاری غالباً اپنی عربی دانی کے زور پر خود ہی نطق کے لئے حرکت متعین کرلیتا ہے۔ صرف سوڈانی اور لیبی مصاحف میں اس کے لئے بھی خاص علامات مقرر کی گئی ہیں اگرچہ دونوں ملکوں کی علامات میں معمولی تفاوت ہے تاہم فتحہ کے لئے یہ علامت (جو گول باریک نقطہ یا باریک سا دائرہ ہوتا ہے) الف کے اوپر' کسرہ کے لئے ٹھیک نیچے اور ضمہ کے لئے الف کے آگے (بائیں طرف) وسط میں لکھی جاتی ہے (اٖ ا یا اٖ ا ۰)۔[۱۳۴]

☆ اہل مشرق نے الف الوصل کی علامت صلہ کا استعمال ہی ترک کر دیا ہے۔ اگر الف الوصل والا لفظ ماقبل سے ملایا جا رہا ہو تو الف الوصل پر کسی قسم کی علامت نہیں ڈالی جاتی اور اگر اس سے ابتداء ہو رہی ہو تو اس الف پر علامت قطع (ء) ڈالے بغیر منطوق حرکت دے دی جاتی ہے۔ علامت قطع نہ ہونے سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ہمزۃ الوصل ہے اور حرکت سے اس کے صحیح تلفظ کی طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً عرب ممالک میں "آللّٰہُ الصَّمَد" لکھتے ہیں مگر برصغیر میں "اَللّٰہُ الصَّمَد" لکھتے ہیں۔ پہلے طریقے پر قاری کو اللہ کے الف کی حرکت کا کچھ پتہ نہیں چلتا جبکہ دوسرے طریقے میں یہ چیز الف کی فتحہ نے واضح کر دی ہے۔ مشرق کا کوئی عام ناظرہ خوان کسی عرب ملک کے مصحف سے سورۃ الاخلاص تک درست نہیں پڑھ سکتا۔ البتہ اہل مشرق میں عموماً ہمزۃ القطع بھی بغیر علامت قطع (ء) کے لکھنے کا رواج ہو گیا مثلاً "بَأْسٌ" کو "بَاْسٌ" لکھ دیتے ہیں جو علمی لحاظ سے غلط

ہے یا پھر علامت ہمزہ کی ایجاد سے پہلے کی یادگار ہے۔

☆ ہمزۃ الوصل اور حرف زائد کے لئے علامت کے استعمال یا عدم استعمال سے اہل مشرق اور اہل مغرب کے طریقہ کتابت (یعنی ضبط) میں بڑا فرق پڑتا ہے اور اس فرق کی وجہ سے ایک علاقے کے آدمی کو دوسرے علاقے کے مصحف میں سے تلاوت کرنے میں سخت صعوبت پیش آتی ہے۔ مثال کے طور پر لفظ "اولوا العزم" کو لیجئے۔ اس کو ضبط کرتے وقت اہل مشرق تو دونوں واو اور "لو" کے بعد آنے والے دونوں الف بھی ہر قسم کی علامت سے خالی رکھتے ہیں۔ مگر عرب اور افریقی ممالک میں "اولو" کی پہلی واو پر "علامت حرف زائد" اور "لو" کے بعد آنے والے دو الفوں میں سے پہلے پر "علامت زیادۃ" اور دوسرے پر "علامت صلہ" ڈالیں گے۔ اس طرح اس لفظ کو پہلی صورت میں "اُولُوا الْعَزْم" اور دوسری صورت میں "أُوْلُوْا ٱلعَزْم" لکھیں گے۔ اسی طرح اہل مشرق اُوتُوا الْکِتٰب مگر عرب أُوْتُوْا ٱلکِتٰب لکھیں گے۔ جس آدمی کو "علامت صلہ" اور "علامت زیادۃ" کا علم نہیں وہ دوسری صورت والی کتابت کو کبھی درست نہیں پڑھ سکتا۔ (۱۳۵)

(جاری ہے)

حواشی

۱۱۱۔ حق التلاوۃ ص ۶۸ والکلاک ص ۶۹ وص ۱۰۴

۱۱۲۔ تاریخ القرآن ص ۲۲۳۔ ۱۸۳

۱۱۳۔ یہی کتاب ص ۲۱۷ سوال ۱۵

۱۱۴۔ اس روایت کو صرف صفاقسی نے کسائی کی طرف منسوب کیا ہے۔ الدانی نے التیسیر اور ابن مجاہد نے کتاب السبعہ میں کہیں اس کا ذکر نہیں کیا۔ دیکھئے صفاقسی مطبوعہ برحاشیہ سراج القاری ص ۳۵۹۔

۱۱۵۔ الطراز ورق ۱۸۳/الف تا ورق ۸۴/ب

۱۱۶۔ اور اس بات کا اعتراف تو "الطراز" میں بھی موجود ہے۔ دیکھئے الطراز ورق ۸۳/الف۔

۱۱۷۔ اور فرق کی اس صورت کا ذکر بھی الطراز میں موجود ہے دیکھئے الطراز ورق ۸۴/الف۔

۱۱۸) وضاحت کے لئے دیکھئے مقدمہ تجویدی قرآن ص ۱۸۔

۱۱۹) ابن درستویہ ص ۱۰۵ (حاشیہ ۴۶)

۱۲۰) حروف زوائد کی تفصیل کے لئے دیکھئے حق التلاوۃ ص ۱۵۴ بعد۔
۱۲۱) المقنع ص ۱۴۰ بعد نیز الطرّاز ورق ۹۴ ب بعد۔
۱۲۲) المحکم ص ۱۹۴۔ الطرّاز ورق ۱۰۵/ الف
۱۲۳) اس فرق کو اچھی طرح اور عملاً سمجھنے کے لئے کلمہ "اَفَائِنْ" یا "افائن" [آل عمران : ۱۴۴ اور الانبیاء ۳۴] کا ضبط کسی مصری یا سعودی مصحف میں اور پھر برصغیر کے کسی مصحف میں دیکھئے۔ آپ دیکھیں گے کہ تلفظ دونوں ضبط کے ساتھ ایک ہی بنتا ہے یعنی "اَفَئِنْ" جو "لَئِنْ" کی طرح ہے۔ اور اگر لَئِنْ پر قیاس کریں (جو متفق علیہ ضبط ہے) تو پھر "ی" کی بجائے الف کو زائد ماننے والوں کا موقف زیادہ قرین صواب ہے۔ واللہ اعلم
۱۲۴) تفصیل کے لئے دیکھئے غانم ص ۵۹۷ بعد الطرّاز ورق ۱۷/ الف بعد۔
۱۲۵) حروف محذوفہ کی نوعیت اور مزید مختلف مثالوں سے آگاہی کے لئے دیکھئے کتاب حق التلاوۃ ص ۱۴۹ تا ۱۵۴۔
۱۲۶) ہمزۃ الوصل کی تعریف اور اس کی جملہ صورتوں کے تعارف کے لئے دیکھئے الکلاک ص ۱۱۸ تا ۱۲۱ اور حق التلاوۃ ص ۳۹ تا ۴۱۔
۱۲۷) المحکم ص ۸۵ مگر نبیہ عبود نے اس کے لئے لفظ "وصلہ" استعمال کیا ہے۔ (دیکھئے عبود ص ۴۰) عربی مصادر میں یہ لفظ ان اصطلاحی معنوں کے لئے نظر سے نہیں گزرا۔
۱۲۸) نمونے کے لئے دیکھئے المحکم (مقدمۂ محقق) ص ۳۹
۱۲۹) دیکھئے یہی کتاب (المحکم) ص ۸۷ جہاں مؤلف نے ایسے دو مصاحف کا خصوصاً ذکر کیا ہے۔
۱۳۰) غانم ص ۵۹۳ جہاں ترتیب زمانی کے ساتھ بعض نمونوں کا ذکر موجود ہے۔
۱۳۱) ترکی کے حافظ عثمانؒ کے مکتوبہ مصحف میں علامۃ الصلہ موجود ہے مگر مصطفیٰ نظیف اور حامد ایتاج نے اسے استعمال نہیں کیا ہے۔
۱۳۲) نمونے کے لئے دیکھئے لنگز (II) پلیٹ نمبر ۹۶ تا ۹۸۔ اسی کتاب میں پلیٹ نمبر ۴۵ دیکھئے جس میں دونوں علامات بیک وقت استعمال کی گئی ہیں۔
نیز دیکھئے قرآن کارڈ نمبر BL/COM/057
۱۳۳) حاشیہ نمبر ۶۷ کی طرف رجوع کیجئے جس میں ایسے نائیجری مصحف کا بھی ذکر ہے۔
۱۳۴) دیکھئے مصحف الجماهیریہ (التعریف بالمصحف) ص ک اور سوڈانی مصحف (بروایۃ الدوری) کا ضمیمۃ التعریف ص س۔
۱۳۵) المحکم ص ۲۴ پر الدانی نے ابن مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علم النقط (علم الضبط) جانے بغیر

(باقی صفحہ ۶۴ پر)